شبِ معراج کی تعیین اور مخصوص عبادات کا حکم

ادارہ

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:
کیا شبِ معراج ۲۷؍رجب کو ہے؟ اور کیا اس رات کی کوئی خاص عبادت ہوتی ہے؟ اگر ہوتی ہے تو وہ کیا ہے؟ تفصیلی جواب سے نوازیں۔ شکریہ
مستفتی: محمد قاسم

الجواب حامدًا ومصلیًا

واضح رہے کہ حتمی طور پر یہ بات طے نہیں ہے کہ معراج کس مہینہ اور کس شب میں پیش آئی۔ اپنی طرف سے متعین کر کے کسی رات کو شبِ معراج قرار دینا درست نہیں ہے۔

نیز اس شب میں خصوصیت سے کوئی الگ نماز یا عبادت کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور خصوصیت کے ساتھ اس رات میں عبادت کا اہتمام کرنا اور لوگوں کو ترغیب دینا درست نہیں۔

لہٰذا صورتِ مسؤلہ میں ۲۷ رجب کو حتمی طور پر شبِ معراج کہنا درست نہیں، بلکہ شبِ معراج کے بارے میں چند اقوال منقول ہیں:

بعض نے ۱۲ ربیع الاول، بعض نے ۱۷ ربیع الاول، بعض نے ۲۷ ربیع الاول، بعض نے ۱۷ ربیع الآخر، بعض نے ۲۷ ربیع الآخر، بعض نے ۲۷ رجب، بعض نے ۱۷ رمضان، بعض نے ۲۷ رمضان اور بعض نے ۲۷ شوال کو شبِ معراج قرار دیا ہے۔

ان اقوالِ کثیرہ میں سے کسی تاریخ کے لیے کوئی وجہِ ترجیح نہیں، چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

’’وقد اختار الحافظ عبد الغني بن سرور المقدسي في سيرته أن الإسراء كان ليلة السابع والعشرين من رجب وقد أورد حديثًا لايصح سندهٗ ، ذكرناه في فضائل شهر رجب ۔‘‘ (البدایۃ والنہایۃ، ج:۳،ص:۱۰۹)

اسی طرح اس رات میں کوئی خاص عبادت بھی مشروع نہیں۔ اس رات کو عبادت کی رات سمجھنا اوراس رات میں عبادت کا کوئی خاص طریقہ متعین کرنا اوراُسے مسنون سمجھنا شریعت کے مطابق نہیں، اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ مواہبِ لدنیہ مع شرح زرقانی میں ہے:

’’(وأما ليلة الإسراء فلم يأت في أرجحية العمل فيها حديث صحيح) أراد به ما يشمل الحسن بدليل قوله (ولاضعيف ولذٰلك لم يعينها النبي صلى اللّٰه عليه وسلم لأصحابه ولاعينها أحدمن الصحابة رضی اللہ عنہم بإسناد صحيح ولاصح إلى الآن ولا) يصح (إلٰى أن تقوم الساعة فيها شيء) لأنهٗ إذا لم يصح من أول الزمان لزم أن لايصح في بقيته لعدم إمكان تجدد واحد عادةً يطلع على ذٰلك بعد الزمن الطويل، وهٰذا لايشكل عليه ما قيل: إنهٗ كان ليلة سبع عشرة أو سبع وعشرين خلت من شهر ربيع الأول أو بسبع وعشرين من رمضان أو من ربيع الآخر أو من رجب، واختير، وعليه العمل لأن ابن النقاش لم ينف الخلاف فيها من أصله وإنما نفى تعيين ليلة بخصوصها للإسراء وإنها أصح (ومن قال فيها شيئًا فإنما قال من كيسه) أي من عند نفسه دون استناد لنص يعتمد عليه (لمرجع ظهرله استانس به) لما جزم به (ولهٰذا) أي عدم اتيان شيء فيها (تصادمت الأقوال فيها وتباينت ولم يثبت الأمر فيها علٰى شيء ولو تعلق بها نفع للأمة ولو ذرة) أي شيئًا قليلا جدا (لبينهٗ لهم نبيهم صلى اللّٰه عليه وسلم) لأنهٗ حريص علٰى نفعهم.‘‘

(زرقانی علی المواہب، ج:۸،ص:۱۸، دار الکتب العلمیۃ)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح	الجواب صحیح	کتبہ
ابوبکر سعید الرحمٰن	محمد انعام الحق	مدثر احمد صدیقی
		تخصصِ فقہِ اسلامی

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....